© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل، دوم، ص ۲۷۳-۲۷۴)

شادی کی عمر اور اسلام

س: اسلام میں بچیوں کی بروقت شادی کی کیا اہمیت ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟ میری ایک سہیلی جس کی عمر ۲۸ سال ہو چکی ہے لیکن اس کے والدین اس کی شادی کے بارے میں سنجیدہ نہیں دکھائی دیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ شادی سنت ہے، خواہ اسے اپنایا جائے یا نہ اپنایا جائے، یہ فرض نہیں ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ اچھا رشتہ نہیں ملتا۔ جب کوئی اچھا رشتہ ملتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہ شادی کر سکیں، حالانکہ اس کے والد وفاقی حکومت کے گریڈ ۱۸ کے ملازم ہیں۔ وہ مختلف اوقات میں مختلف بے بنیاد جواز پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنے آپ کو اچھا مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ وہ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حرام سے بچتے ہیں۔ براہِ مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل جواب دیجیے، نیز یہ بھی واضح کریں کہ آیا شادی جیسے مذہبی فریضے کی ادایگی کے لیے پیسہ لازمی عنصر ہے؟

ج: آپ نے اپنے سوال میں ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ایک اہم اور سنجیدہ مسئلے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ بعض اوقات لڑکیاں خود یہ رویہ اختیار کرتی ہیں کہ ابھی شادی کی جلدی ہی کیا ہے، بہت عمر پڑی ہے۔ پہلے تعلیم مکمل کی جائے، پھر ملازمت کی جائے اور جب کوئی مناسب رشتہ آئے تو اس پر بھی غور کر لیا جائے۔ ایسے ہی بعض والدین عاقبت نااندیشی اور بعض مادیت کے زیرِاثر یہ انتظار کرتے ہیں کہ کسی زیادہ مال دار فرد کی طرف سے رشتے کی پہل ہو تو اس پر غور کریں۔ ایک تیسرا زیادہ خطرناک تصور جو مغربی تہذیب اور ہندوازم کے ساتھ طویل عرصے کے تعامل (interaction) کے نتیجے میں بعض حضرات کے ذہنوں میں اُبھر آیا ہے وہ بجاے خود شادی اور خاندانی زندگی کی اہمیّت کو محسوس نہ کرنا اور تجرد کی زندگی گزارنے میں کوئی حرج محسوس نہ کرنے کا ہے۔

جہاں تک قرآن وسنت کا تعلّق ہے، قرآن کریم نے بہت واضح الفاظ میں حکم دیا ہے کہ:

وَاَنكِحُوا الْاَيَامٰى مِنكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (النور ۲۴:۳۲) ''تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں، اور تمھارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان سے نکاح کردو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے''۔

اس آیت مبارکہ میں دو انتہائی اہم اصول تعلیم کیے گئے ہیں۔ اوّلاً یہ حکم کہ مجرد افراد مرد ہوں یا عورت، ان کا نکاح کر دیا جائے، کیونکہ نکاح ایک ایسا حصار ہے جو نہ صرف ایک فرد کو بلکہ پورے معاشرے کو بُرائی سے محفوظ رکھنے کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ ہے۔ پھر یہ بات فرمائی گئی کہ نہ صرف مجرد افراد بلکہ اگر لونڈی غلام بھی شادی کی عمر کے ہوں تو ان کا بھی نکاح کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں مال کی کمی اور وسائل کا نہ ہونا بنیاد نہ بنائی جائے۔ چنانچہ فرمایا: اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو ہم انھیں غنی کردیں گے۔ قرآن کریم نے اپنے اس حکم کے ذریعے ان تمام معاشی دلائل کو رد کر دیا ہے جن کی بنا پر لوگ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کو مؤخر کرتے رہتے ہیں۔

رہا سوال شادی کی فرضیت کا تو اُوپر درج کی گئی آیت مبارکہ سے بڑھ کر فرضیت کا حکم اور کون سا ہوسکتا ہے۔ اسی پہلو کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح میں یوں فرمایا گیا کہ ''نکاح میری سنت ہے'' اور دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ''نکاح میری سنت ہے، اور جس نے نکاح پسند نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ اس حدیث نے اصولی طور پر یہ بات طے کردی کہ اگر ایک شخص نکاح کا انکار کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے اپنے عمل کی بنا پر خارج کرلیتا ہے۔ ہاں، ایک فرد مسلسل کوشش کر رہا ہو اور باوجود کوشش کے نکاح نہ کرپائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں۔

یہاں یہ سمجھ لیجیے کہ قرآن ہو یا سنتِ رسولؐ دونوں کا نام شریعت ہے، ان میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ نکاح کے معاملے میں دونوں کے واضح احکام ہیں۔ اس لیے جان بوجھ کر اور محض مزید بہتر کا غیر متعین انتظار کرنے کی بنا پر نکاح نہ کرنا شریعت کے منافی ہے۔ والدین کو بھی اور ان کی اولاد کو بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچانے کے لیے جب شادی کی عمر ہوجائے تو تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ شادی ایک دینی فریضہ ہے اور اس کو بلاعذر شرعی مؤخر کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

© rasailojaraid.com